محبت رسول ﷺ ایمان میں سے ہے

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

دمشق یونیورسٹی کے شعبہ علوم القرآن والسنۃ کے سابق نگران اعلیٰ دکتور نور الدین عتر کی "حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان" ایک مختصر عربی تالیف ہے، جس میں محبت کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اور صحابہ کرامؓ نے کس انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی، وغیرہ جیسے ابواب شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس کتاب کا اردو ترجمہ "حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ کے قلم گوہر بار سے قارئین وفاق کی خدمت میں قسط وار پیش ہے.........(ادارہ)

"الحب اور المحبۃ" یہ دونوں الفاظ ایسے معنی کو ادا کرتے ہیں جس کا تعلق قلب سے ہے، جو دوسری صفات کے مقابلے میں اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے اور اپنی تاثیر کے اعتبار سے سب سے زیادہ عظیم ہے، کیونکہ اس میں دل کا میلان اور محبوب کی طرف کھچاؤ پایا جاتا ہے اور وہ انسان کی طبیعت میں ایسا شعور اور سلوک کا جذبہ پیدا کردیتا ہے کہ کبھی یہ کیفیت ہوجاتی ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیتا ہے، بلکہ اپنے محبوب کی محبت میں وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہوجاتا ہے اور اپنی صفات چھوڑ کر محبوب کی صفات اختیار کرلیتا ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہیں اور سب کے خالق ہیں، وہ ہر قسم کی محبت اور عظیم تر محبت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، کیونکہ وہ اعلیٰ صفاتِ کمال سے متصف ہیں جن کی کوئی انتہا اور کوئی حد نہیں ہے، جن کی نہ کوئی تعداد ہے اور نہ انہیں گنا جاسکتا ہے، وہی ہے جو بندوں پر اپنے جود وسخا کے خزانوں سے وہ نعمتیں برساتا ہے جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور وہ احسانات کرتا ہے جن کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ ارشاد باری ہے:

﴿وان تعدوانعمۃ اللہ لاتحصوھا......﴾(ابراھیم: ۳۴)

ترجمہ:......"اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کا شمار نہیں کرسکتے۔"

بلکہ بہت ہی کم ان کی نعمتوں کا احاطہ اور شمار کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں لفظ "لاتحصوھا" سے

اشارہ ملتا ہے۔

ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم مخلوق میں اس محبت کے سب سے زیادہ مستحق اور حق دار ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ذات سے زیادہ ہماری محبت کے حق دار ہیں۔ارشاد باری ہے:

﴿النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم وأزواجه امهاتهم......﴾،(الاحزاب:٦)

ترجمہ:......"نبی سے لگاؤ ہے، ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں۔"

تو اس آیت نے بغیر کسی قید وتحدید کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کو ہر مسلمان کی ذات پر فوقیت دی ہے، یہ آیت ہر چیز کو شامل ہوگئی ہے، لہٰذا اس میں غور وفکر کرو اور خوش ہو جاؤ۔

محبت کو واجب کرنے والی صفات:......جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل ہوگئی، وہ اس حقیقت کو نہ صرف یہ کہ جان لے گا، بلکہ ذوقاً بھی محسوس کرلے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو واجب کرنے والی جتنی بھی صفات ہو سکتی ہیں، وہ بدرجہ کمال صرف آپ میں موجود ہیں اور کسی اور مخلوق میں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کامل صفات کا خلاصہ ائمہ علم وعرفان اور اہل محبت نے دو عظیم حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱)......وہ کامل صفات جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متصف تھے۔

(۲)......آپ کی جود وسخاوت۔

جہاں تک صفاتِ کمالیہ کا تعلق ہے جن کی وجہ سے ایک انسان دوسرے انسان سے محبت کرتا ہے، مثلاً ایک انسان کبھی دوسرے انسان سے اس کے خوبصورت چہرے کی وجہ سے محبت کرتا ہے یا اس کی خوش الحانی کی وجہ سے محبت کرتا ہے یا ایسی دوسری صفات جمال کی وجہ سے جو محبت کو واجب کرتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جمال خلقت اور جمال صورت میں تمام مخلوق سے اعلیٰ اور افضل ہیں، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تواتر اور یقینی طریقہ سے ثابت ہے:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن الناس وجهاً وأحسنهم خلقاً"

ترجمہ:......"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں میں زیادہ حسین چہرے والے اور سب سے زیادہ خوب صورت جسم والے تھے۔"

حضرت ھند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فخماً مفخماً، يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر"

ترجمہ:......"حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے بھی عظیم الشان تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مارأيت أحسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم كان الشمس تجري في وجهه"

ترجمہ:...... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نے کسی کو حسین نہیں دیکھا۔گویا سورج آپ کے چہرہ مبارک میں گردش کر رہا ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مامسست ديباجةً، ولاحريرةً ألين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولاشممت مسكةً ولاعنبرةً أطيب من رائحة النبي صلى الله عليه وسلم، وفي رواية: أطيب من عرق النبي صلى الله عليه وسلم"

ترجمہ:...... "میں نے کسی موٹے یا باریک ریشم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ ہی مشک اور عنبر کی خوشبو کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے عمدہ پایا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار اور عمدہ پایا۔"

اور جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان فرمائے ہیں، سب نے یہی کہا:

"لم أرقبله ولا بعده مثله صلى الله عليه وسلم"

ترجمہ:...... "آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہم نے نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا۔"

لہٰذا آپ مخلوق کے جمال سے کتنے ہی متاثر ہوں، آپ پر لازم ہے کہ آپ تمام مخلوق اور اپنے نفس سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے جمال کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہیں۔

اسی طرح ایک عقلمند انسان کسی سے محبت اس کے حسن اخلاق اور اعلیٰ سیرت کی بنا پر کرتا ہے، اگرچہ وہ خود اس سے کتنا ہی دور ہو جبکہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم میں سب سے زیادہ اخلاق میں کامل ہیں اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے:

﴿وانك لعلىٰ خلق عظيم......﴾ (سورة القلم: ٤)

ترجمہ:...... "بے شک آپ اخلاق کے عظیم مقام پر ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کے اس قول "لعلى خلق عظيم" میں غور کریں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جتنے بھی اخلاق حسنہ اور انسان کی صفات کمالیہ ہو سکتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، کیونکہ "علی" بلندی پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا جس قسم کے بھی اعلیٰ اخلاق ہو سکتے ہیں، آپ ان اخلاق میں سب سے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہیں اور جس قسم کے انسانی کمالات ہو سکتے ہیں، آپ ان کمالات میں سب سے بلند درجہ پر ہیں۔

رہا بہت زیادہ عطا اور احسان کی وجہ سے کسی سے محبت کرنا، تو انسان دنیا میں ہر اس شخص سے محبت کرتا ہے جس نے

اس پر ایک یا دو بار کوئی احسان کیا ہو اور وہ احسان کتنا ہی زیادہ قیمتی اور نفیس کیوں نہ ہو، بالآخر وہ فانی اور زائل ہونے والا ہے، جیسے کسی نے اسے ایسی مصیبت سے بچایا جس میں اس کی ہلاکت یقینی تھی یا اس میں کسی نقصان کا خطرہ تھا، کچھ بھی ہو، یہ احسان بالآخر ختم ہونے والا ہے، جس کے لئے دوام نہیں۔

بھلا دنیوی احسان کا مقابلہ نبی کریم اور رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات سے ہوسکتا ہے جو تمام محاسن اخلاق و تکریم کے جامع ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام مکارم اخلاق، عظیم صفات اور فضیلت عامہ سے نوازا، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر نور ایمان میں داخل کیا اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہالت کی آگ سے نجات دے کر یقین اور معرفت کی جنت میں پہنچا دیا۔

خوب اچھی طرح غور و فکر کرلو، تاکہ آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آپ کے جنت کی نعمتوں میں ہمیشہ رہنے کا سبب ہیں، اب خود بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جلیل القدر اور عظیم الفضل احسان سے بڑھ کر کون سا احسان ہوسکتا ہے۔

اب اس احسان کا شکر اور اس کا حق ہم کیسے ادا کریں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے دنیا و آخرت کی نعمتوں سے نوازا ہے اور اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کی ہم پر بوچھاڑ کردی ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آپ کی کامل و مکمل محبت کے مستحق ہیں جو ہر ایک کے نفس، اس کے اہل و عیال اور سب مخلوق کی محبت سے زیادہ ہو، بلکہ بعض اہل معرفت حضرات نے یہاں تک کہا ہے کہ ''اگر جسم کے رویں رویں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اظہار ہو رہا ہو، تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حق محبت ہے اس کا یہ جزء ہوگا، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو ہر چیز پر فوقیت حاصل ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم وأزواجه امهاتهم......﴾ (الاحزاب:٦)

ترجمہ:...... ''نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں۔''

اور ارشاد ہے:

﴿قل ان كان آبائكم وابناء كم واخوانكم وازواجكم وعشيرتكم و اموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها احب اليكم من الله و رسوله وجهاد فى سبيله فتربصوا حتى ياتى الله بامره والله لايهدى القوم الفاسقين﴾

ترجمہ:...... ''تو کہہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو، تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔''

اس آیت کریمہ نے محبت کی تمام اقسام کو جمع کر دیا ہے اور یہ فرض قرار دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہر چیز پر غالب ہونی چاہئے، بلکہ مجموعی طور پر ان تمام چیزوں کی محبتوں پر بھی اللہ اور اس کے رسول کی محبت غالب ہونی چاہئے۔

اسی مضمون کو ثابت کرنے کے لئے صحیح تر احادیث وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لایؤمن أحد کم حتی أکون أحب الیه من والده وولده والناس اجمعین“

ترجمہ:...... ”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

یہ حدیث ہر قسم کی محبت کو شامل ہے جس میں آپ کی اپنے نفس سے محبت بھی ہے۔

امام بخاریؒ اور دوسرے حضرات نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”والذی نفسی بیده لایؤمن أحد کم حتی أکون أحب الیه من والده وولده“

ترجمہ:...... ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔“

یہاں والد اور اولاد کو ذکر فرمایا، کیوں کہ یہ دونوں دوسروں کے مقابلے میں انسان کو زیادہ محبوب ہوتے ہیں اور ان دونوں کی وجہ سے انسان اس دنیا میں جیتا ہے اور محبت کرتا ہے، اس لئے دوسری اقسام محبت کو چھوڑ کر صرف ان پر اکتفا فرمایا۔ لہٰذا یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مومن پر فرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہر قسم کی محبت اور ہر محبوب چیز کی محبت، حتیٰ کہ اپنے نفس کی محبت پر بھی مقدم رکھے۔

محبت کی بہت سی اقسام ہیں، جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

(۱)......شفقت و رحمت کی محبت، اور یہ باپ کی اپنے بیٹے سے محبت ہے۔

(۲)......تعظیم اور بزرگی کی محبت، اور یہ بیٹے کی اپنے باپ سے اور شاگرد کی اپنے استاذ سے محبت ہے۔

(۳)......نفس کی محبت، اور یہ مرد کی اپنی بیوی سے محبت ہے۔

(۴)......خیر خواہی اور انسانیت کی محبت، اور یہ سب انسانوں کی آپس کی محبت ہے۔

(۵)......انانیت کی محبت، یعنی انسان کی اپنے نفس سے محبت ہے اور یہ ان محبتوں میں سب سے زیادہ مضبوط محبت ہے اور یہ ایسی محبت ہے جس کو ازل سے نفس کی سرشت میں رکھا گیا ہے، جیسا کہ دوسری محبتیں اس کی سرشت میں رکھی گئی ہیں۔

غور و فکر کا مرحلہ:......اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر تاکید کی ہے کہ مومن کے دل

میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت تمام اقسام محبت سے زیادہ ہونی چاہئے اور محبت کے تمام مراتب سے اعلیٰ وارفع ہونی چاہئے اور اس کے معلوم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان اپنی تمام محبوبات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں غور وفکر کرے اور سوچے تو یقیناً اس کی عقل یہ فیصلہ کرے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، انانیت کی سرشت پر غالب ہے اور اس انانیت کا نام ونشان ختم کردیتی ہے۔ اے مسلمان! عقلمند آپ کے لئے سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! بے شک آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، سوائے میرے نفس کے!

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جب تک میں آپ کے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: بے شک اب تو آپ مجھے میرے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اب تمہارا ایمان مکمل ہوگیا، اے عمر۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا جواب اس فطرت کے مطابق تھا جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لا) یعنی تیرا ایمان کامل نہیں ہوگا (قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تک کہ میں آپ کے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس نفس کو دنیا اور آخرت کی ہلاکتوں سے بچانے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی خبر دی جس تک وہ غور وفکر سے پہنچے، اور خبر بھی قسم کے ساتھ دی کہ: (فانه الآن والله۔ لأنت أحب الي من نفسي) بے شک اب تو بخدا آپ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں تو اس کے جواب میں حضرت عمر کو عظیم تسلی بخش جواب ملا۔ (الآن یا عمر) یعنی اے عمر! اب آپ کو صحیح معرفت حاصل ہوئی اور آپ اس حقیقت تک پہنچ گئے جس تک پہنچنا ضروری ہے۔

تو بھائی! اگر آپ بھی اپنے اندر اس محبت میں غور وفکر کریں گے تو آپ بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی محبت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، کیوں کہ جب آپ اس بات میں غور وفکر کریں گے کہ آپ کے نفس کی دائمی بقاء خوشی اور دائمی نعمتوں کا ذریعہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور یہ وہ منفعت ہے جو ہر قسم کی نعمتوں سے اعلیٰ وارفع ہے، جن سے آپ منتفع ہوسکتے ہیں، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کے ساتھ محبت دوسری تمام چیزوں کی محبتوں سے زیادہ ہو، اور (ہر انسان کو

اپنے) نفس سے جو اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، اس لئے کہ وہ نفع اور خیر جو محبت پر ابھارتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دوسروں کے مقابلے میں بلکہ اپنے نفس سے زیادہ حاصل ہیں اور جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمالات وفضائل میں سب مخلوق سے افضل اور اعلیٰ ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات، برکات اور فضائل کے جامع ہیں۔

یہ وہ حقائق ہیں جو نفس کی گہرائیوں میں قرار پکڑے ہوئے اور عقل کے ادراک میں جاگزین ہیں، اس لئے کہ ہر مسلمان کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے، کیوں کہ اسلام دل میں اس محبت کے بغیر داخل ہی نہیں ہوسکتا، البتہ عام لوگوں کے اندر ان احسانات میں غور وفکر کرنے اور ان میں غفلت برتنے کی وجہ سے کافی تفاوت پایا جاتا ہے، اسی لئے دعوت الی اللہ کے جو اعلیٰ طریقے ہیں، ان میں ایک اہم طریقہ یہ ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کو بیان کیا جائے اور کثرت سے بیان کیا جائے، تاکہ خود آپ کو اس سے فائدہ ہو اور آپ کے علاوہ باقی ایمان والوں کو بھی اس سے فائدہ ہو اور غیر مسلموں کے لئے تالیف قلب اور دین حق سے قربت کا ذریعہ بنے اور اس کے ذریعہ آپ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے پھلوں میں سے ایک عظیم پھل حاصل کریں گے، جس کے بارے میں صحیح اور قطعی الثبوت احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الايمان: أن يكون الله و رسوله أحب اليه مماسواهما، وأن يحب المرء لايحبه الا لله، وأن يكره أن يعود في الكفر كمايكره أن يقذف في النار“

ترجمہ:...... ”تین صفات ایسی ہیں جس شخص میں وہ پائی جائیں گی، اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔

(۱)......ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔

(۲)......اگر کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لئے کرے۔

(۳)......کفر کی طرف لوٹنے کو اس طرح ناپسند کرے جیسے اپنے آپ کو آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔“

اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا:

”ذاق طعم الإيمان من رضي بالله ربا، وبالاسلام دينا، وبمحمد رسولاً“

ترجمہ:...... ”اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا۔“

محبت کیسے ثابت ہوگی:......میرے مسلمان بھائی! جاننا چاہئے کہ محبت دعویٰ اور آرزوؤں کا نام نہیں بلکہ محبت کو ثابت کرنے والی چیز اللہ اور اس کے رسول کے اوامر کو بجالانے اور ان کی منہیات سے بچنا ہے، اس اعتبار سے محبت کبھی فرض ہوتی ہے اور کبھی سنت ہوتی ہے۔

وہ محبت جو فرض ہے:......یہ وہ محبت ہے جو نفس کو فرائض کے بجالانے اور گناہوں سے بچنے پر آمادہ کرے اور اللہ نے جو کچھ اس کے لئے مقدر کیا ہے یہ محبت اس پر راضی ہونے پر آمادہ کرے۔ پس جو شخص کسی معصیت میں مبتلا ہے یا اس نے کسی فرض کو چھوڑ دیا، یا کسی حرام فعل کا ارتکاب کیا تو اس کا سبب اس محبت میں کوتاہی ہوتا ہے کہ اس نے اس محبت پر نفس کی خواہشات کو مقدم کیا اور یہ العیاذ باللہ غفلت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

جو محبت سنت ہے:......وہ یہ ہے کہ انسان نفلی عبادات کی پابندی کرے اور مشتبہ امور سے بچتا رہے۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مومن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اس کے پاس شریعت کے جو بھی اوامر اور منہیات پہنچتے ہیں وہ مشکاۃ نبوت سے ہی پہنچتے ہیں اور وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتا ہے، آپ کی شریعت سے راضی اور انتہائی خوش ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اپناتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فیصلے فرمائے ہیں، ان سے اپنے نفس میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتا، جس شخص نے ان امور پر اپنے نفس سے جہاد کیا اس نے ایمان کی حلاوت حاصل کرلی۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان اللہ تعالیٰ قال: من عادیٰ لي ولیاً فقد آذنته بالحرب، وماتقرب اِلیّ عبدی بشیء أحب مما افترضت علیه، ولایزال عبدي یتقرب اليّ بالنوافل حتی أحبه...... “الحدیث

ترجمہ:......”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے میرے دوست سے دشمنی کی تو میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے اور میرا بندۂ مومن میرا تقرب (اعمال میں سے) کسی ایسے عمل کے ذریعے حاصل نہیں کرتا جو میرے نزدیک ان اعمال میں سے زیادہ مقبول ہو جو میں نے اس پر فرض کئے ہیں اور میرا وہ بندہ جسے ادائیگی فرائض کے ذریعے میرا تقرب حاصل ہے، ہمیشہ نوافل کے ذریعے (یعنی ان طاعات وعبادات کے ذریعے جو فرائض کے علاوہ ہیں) میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا دوست بنالیتا ہوں۔“

پس اس حدیث نے محبت الٰہی کے اسباب کو دو امور میں بند کردیا، ایک وہ فرائض کے اہتمام سے حاصل ہوتی ہے اور دوسری وہ جو کثرت نوافل سے ہے۔

......................(جاری ہے)......................